محرم الحرام میں مروجہ تعزیہ داری اور دیگر بدعات,
مزارات کے آداب,کونڈے کے حوالے سے ایک اہم تحریر
جس میں اہلسنت کا موقف بیان کیاگیا ہے

اصلاحِ معاشرہ
وقت کی ایک اہم ضرورت

مبلغ اسلام مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

عہدِ رسالت سے زمانہ جس قدر دور ہوتا گیا اس کے اندر خرابیاں آتی گئیں اور معاشرہ بگڑتا گیا۔ اور آج کا دور تو اس قدر برائیوں اور خرابیوں کی آماجگاہ بن گیا ہے کہ اس سے پہلے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

یہ امر یقیناً قابلِ افسوس ہے کہ جو قومِ مسلم دوسروں کو راہِ راست پر لانے کے لیے وجود میں آئی تھی آج وہ خود طرح طرح کی بداعمالیوں میں گھری ہوئی ہے۔ اس کے اسباب میں ایک تو جہالت ہے دوسرے اسلامی سطوت وشوکت کا فقدان بھی۔ جہاں تک علما و اکابر اور قائدین ملت کا سوال ہے وہ برابر تقریر وتحریر کے ذریعہ اپنا فرض پورا کرتے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بالعموم علما کے ارشادات پر قوم توجہ ہی نہیں دیتی۔ اگر کچھ لوگوں نے توجہ دی تو ان کی تعداد بہت کم ہے۔ چناں چہ آج بھی امت میں کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو یا تو خود سے مفاسد کا احساس کر کے لغو اور خرافاتی امور سے دست کش رہتے ہیں یا پھر علما وقائدین کے فرمودات کا اثر قبول کر کے غلط مراسم سے پرہیز کرتے ہیں۔ البتہ کچھ غلط طبیعت کے افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف یہی نہیں کہ موعظت ونصیحت قبول ہی نہیں کرتے بلکہ نصیحت کرنے والوں پر ناراض ہو کر غصے اتارتے ہیں۔ یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ خود اس غلطی سے بھی بڑا ہے، جس پر تنبیہ کی جاتی ہے، کیوں کہ گناہ تو گناہ ہوتا ہی ہے اس پر اڑے رہنا اور منع کرنے والے کو برا جاننا گناہ کے ساتھ سرکشی بھی ہے اور سرکشوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ سرکشی کا دوسرا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ سرکش اپنے گناہ سے جلد توبہ نہیں کرتا بلکہ ضد میں اڑا رہتا ہے، اور اللہ سرکشوں کو پسند نہیں فرماتا، ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. (بقرہ: ۱۹۰/۲)

بے شک اللہ سرکشوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اور فرماتا ہے رب عز وجل:

اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ. (ق: ۲۴/۵۰)

حکم ہوگا (فرشتوں کو) تم ان کو جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو۔

تو جو لوگ نصیحت اور اصلاح کی بات پر کان نہیں دھرتے اور مصلح کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے ہٹ ڈھرمی اور سرکشی پر آمادہ ہو جاتے ہیں وہ اپنا انجام معلوم کر لیں کہ قیامت کے دن ایسوں کو جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ اگر گناہ ہو جائے تو اللہ کے عذاب اور اس کے برے انجام سے ڈرے، ضد اور ہٹ دھرمی نہ کرے، کیوں کہ اس کا انجام بڑا بھیانک ہے، واضح ہو کہ ڈرنے اور شرمندہ ہونے والوں کو تو توبہ کی توفیق ملتی ہے مگر ضدی اور سرکش کو بہت کم توبہ کی توفیق ہوتی ہے، اس لیے ہمارے ان اسلامی بھائیوں کو چاہیے جو مراسمِ بد میں لت پت ہو کر زندگی گزارتے ہیں، جلد توبہ کر لیں اور علماے دین جو ان کے دشمن نہیں بلکہ دوست اور خیر خواہ ہیں، ان کی اصلاحی کوششوں کا خیر مقدم کریں۔

اصلاحی کوششوں کو قبول کرنے کا جذبہ ہمارے بھائیوں کے اندر کیسے پیدا ہوگا؟ یہ بات قابلِ غور ہے، اللہ توفیق دے تو بہت آسان ہے، ورنہ ہمیں اپنی کوششوں کو جاری رکھنا چاہیے، اس میں علما و قائدین کے ساتھ عام دانش ور حضرات اور قوم کے بااثر لوگ بھی بھر پور توجہ دیں تو کام آسان ہو سکتا ہے۔ علما تو ایک عرصے سے چیخ رہے ہیں، حرام و ناجائز کاموں اور بری رسموں کے خلاف قلمی ولسانی جہاد کر رہے ہیں، مگر بالعموم ان کی صدا، صدا بہ صحرا ہی ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا اگر ہمارا بااثر طبقہ اس سلسلے میں ساتھ دے اور جد و جہد کرے تو کامیابی ضروری ہے۔ عوام اور بگڑے ہوئے افراد کو سدھارنے کے لیے ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں، جس کا استعمال کر سکیں، وعظ و نصیحت اور اخلاقی دباؤ کے سوا ہم کیا کر سکتے ہیں، البتہ اس سلسلے میں جو لوگ بھی بیدار ہیں انھیں بیٹھے نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ہر آدمی کو اپنے اپنے دائرۂ اثر میں اصلاحی فریضہ انجام دیتے رہنا چاہیے۔

ہمارے درمیان ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو مفاسد کے سد باب کی

کوشش کے بجائے الزام تراشیوں میں لگا ہوا ہے، اور مسلسل عوامی غلطیوں اور ناجائز رسموں کو سنی علما کے سر تھوپنے اور انھیں ہمارے مسلکِ حق کی نشانی قرار دینے میں مصروف ہے، جب کہ ہمارے اکابر اہلِ سنت اور علماے کرام برابر اس بات کی صراحت کرتے چلے آئے ہیں کہ یہ غلط رسوم ہمارے مسلک سے خارج ہیں، ان کا تعلق محض عوامی عمل سے ہے، ہمارے مسلک اہل سنت و جماعت سے ان کا کوئی رشتہ نہیں۔ باقی رہا یہ معاملہ کی جو عوام ان غلط رسموں پر چلتے ہیں اگر وہ مسلمان ہیں، مرتد اور کافر نہیں ہوئے ہیں تو جو بھی جماعت اپنے کو مسلمان کہتی ہے وہ بھی ان اعمالِ بد کی ذمہ دار ہے اور سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان خرافات کا قلع قمع کریں۔ لیکن اعتدال کے ساتھ۔ اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ جو برائی جس درجہ کی ہے، اس پر اسی درجے کا حکم لگایا جائے جو ناجائز ہے، ناجائز کہا جائے، جو حرام ہے حرام کہا جائے۔ اور اگر واقعی کوئی عمل شرک کا حکم رکھتا ہے تو اس کو شرک کہا جائے اور شرک کی قباحت خوب اچھی طرح واضح کی جائے، اور جو عمل شرک نہ ہو اس کو شرک کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان ہے اس کو مشرک اور کافر کہا گیا جو خود بہت بڑا گنا ہے تو یہ کون سی عقل مندی ہے کہ کسی کو گناہ سے بچانے کے لیے اس سے بڑے گناہ کا خود ارتکاب کر لیا جائے اور اس کا نام اصلاح رکھا جائے۔

اب ہم ذیل میں چند اصلاحی نکات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان پر مختصراً کچھ روشنی ڈال کر چند تجاویز پیش کریں گے تا کہ اصلاح کی راہ میں موثر پیش رفت ہو سکے اور معاشرے میں سدھار آئے۔

(۱)- مروجہ تعزیہ داری اور اس کے نام پر طرح طرح کی بدعتیں:

تعزیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ بادشاہ تیمور لنگ نے ایجاد کیا ہے، وہ ہر سال کربلاے معلیٰ جاتا تھا۔ ایک سال کسی وجہ سے نہ گیا تو اس نے روضہ امام عالی مقام سیدنا حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل بنائی تا کہ اس کو دیکھ کر اسے کچھ سکون میسر آئے اور امام حسین کی یاد تازہ ہوتی رہی۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے نقشے بنانا شرعاً ممنوع و ناجائز نہیں، بلکہ جائز ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان صدیوں سے روضۂ رسول کا نقشہ بناتے، اس کا احترام کرتے اور بطور یادگار گھروں میں سجاتے چلے آرہے ہیں۔ یوں ہی دیگر بزرگوں کے مزارات اور قبوں کے نقشے بھی بلا نکیر بنائے جاتے رہے اور بنائے جا رہے ہیں۔ البتہ بات خراب اس وقت ہوئی جب سے اس نقشۂ روضۂ امام کے ساتھ طرح طرح کی بدعات و خرافات اور کچھ غلط اعتقادات نے شمولیت اختیار کر لی، مثلاً دھوم دھڑاکے کے ساتھ اس کا گشت اور باجا گاجا، حتیٰ کہ بعض مقامات پر ڈانس، جلوس میں تماشا بین کی حیثیت سے عورتوں کی موجودگی، فرضی بنی ہوئی قبر کو قبر امام سمجھ لینا، تعزیہ یا امام چوک کا طواف، تعزیہ سے منتیں مانگنا، بندر، ریچھ، گھوڑے، کبوتر وغیرہ کی تصاویر یا مجسمے بنا کر ان کے ساتھ طرح طرح کے تصورات قائم کرنا، یا ان سب کو گھمانا پھرانا وغیرہ ایسی خرافات ہیں جن کا دین اور شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں، یہ سب ممنوع، ناجائز اور حرام ہیں۔

کہیں کہیں تعزیہ کے ساتھ نوحہ خوانی بھی ہوتی ہے، جو ناجائز ہے، ہاں صرف اہلِ بیت اطہار اور امام عالی مقام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب اور صحیح واقعات پر مشتمل شہادت نامے ہوں تو ان کے پڑھنے میں حرج نہیں۔ سینہ کوبی اور گریبان چاک کرنا، سر پر خاک یا بھونسا اڑانا بھی ناجائز ہے۔ ہاں واقعاتِ شہادت سننے کے وقت اگر کسی کی آنکھ نم ہو جائے تو اس میں حرج نہیں، جب کہ یہ تصنع اور تکلف سے پاک ہو۔

مروجہ تعزیہ داری جس کا ایک نقشہ اوپر پیش کیا گیا، یہ کب سے شروع ہوئی اس کی تفصیل اور تاریخ تو معلوم نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ ساری خرافات زیادہ پرانی نہیں، ڈیڑھ دو سو سال پرانی ہو سکتی ہیں، ہمیں اس کی زیادہ تحقیق کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ حق اور صحیح ہے کہ ان خرافات کا علماے اہل سنت و جماعت نے شروع ہی سے رد کرنا ضروری سمجھا اور رد کیا بھی، حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، پھر ان کے شاگرد خاتم الاکابر حضرت مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کے نبیرہ حضرت مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ نے ان رسوم کے خلاف قلم اٹھایا، پھر حضور سیدنا آل رسول احمدی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ (اور خلیفہ نوری میاں) حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اور ان کے خلیفہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہارِ شریعت نے اور پھر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی (تلمیذ و خلیفہ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی) علیہما الرحمہ نے اور اس کے بعد بھی متعدد علماے اہل سنت نے اپنی اپنی تصانیف میں خرافات تعزیہ کے خلاف آواز اٹھائی اور بہت سی کتابیں آج بھی مسلسل

اشاعت پذیر ہیں، لیکن اولاً تو تعزیہ دار حضرات ان کتابوں کو پڑھتے ہی نہیں یا پڑھتے ہیں تو ماننے کو تیار نہیں، پھر علماے اہل سنت و قائدین ملت پر غفلت کا الزام لگانا تو کسی طرح درست نہیں۔

(۲) مزارات پر عورتوں کی حاضری:

مزاراتِ اولیا و مقابر مسلمین پر عورتوں کے جانے کے بارے میں قدیم زمانے سے علما میں اختلاف رہا ہے، کچھ علما جواز کے قائل رہے ہیں، اگرچہ جواز کے قائلین بھی بہت سی شرطیں لگاتے ہیں کہ جن کا پورا کرنا آج کل کی عورتوں سے متوقع نہیں، وہ تو تمام حدود کو توڑ کر جاتی اور پوری تفریح کرتی نظر آتی ہیں، طرح طرح کی بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور راستوں میں جہاں ٹھہرتی ہیں عجب بے حیائی کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں۔ ہمارے معتمد اور اکابر اہل سنت نے ان بے حیائیوں کے مظاہرے کے خلاف بھی بھرپور قلم اٹھایا ہے، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تو اس موضوع پر مستقل دو رسالے تحریر کیے ہیں، ایک کا نام ہے: "جُمل النور في نهي النساءِ عن زيارةِ القبور" جس کا عرفی نام "مزارات پر عورتوں کی حاضری" مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور ہے، دوسری کتاب ہے "مروج النجا لخروج النساء" جو بنام "اسلامی پردہ" شائع ہوئی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بھی جگہ جگہ اعلیٰ حضرت نے مزارات پر عورتوں کی حاضری کی ممانعت بیان کی ہے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

امام قاضی سے استفتا ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا، جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز و عدم جواز (یعنی جائز ناجائز ہونا) نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے، اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا، جلد چہارم، ص: ۱۷۳۰، سنی دار الاشاعت، مبارک پور)

دیکھا آپ نے یہ ہے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مسلک و ارشاد، مزارات پر عورتوں کی حاضری کی بابت۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی، مزارات پر عورتوں کی حاضری کا الزام علماے اہلِ سنت یا اعلیٰ حضرت پر رکھتا ہے تو کس قدر غلط ہے اور خلافِ واقع بھی۔

(۳) مزارات پر اگربتی، موم بتی جلانا اور دھونی کرنا:

عین مزار پر تو موم بتی، اگربتی جلانا ہی نہیں چاہیے، ہاں مزارات سے دور جلا سکتے ہیں، جب کہ روشنی اور خوشبو کی ضرورت ہو، جہاں کوئی رہنے والا یا آنے جانے والا نہ ہو، نہ مزار لبِ راہ ہو کہ آنے جانے والوں کو اس کے لحاظ کی ضرورت ہو تو نہ روشنی کی ضرورت ہے، نہ ہی خوشبو کی، کیوں کہ روشنی یا خوشبو سے مزارات یا قبور میں جو حضرات مدفون ہیں ان کو تو کوئی فائدہ ملنے والا ہی نہیں اور دوسرے زندہ لوگ وہاں حاجت مند نہیں تو یہ اسراف ہے اور اسراف ناجائز و گناہ، جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مزارات یا قبور پر محض روشنی کرنا یا بلاضرورت خوشبو سلگانا بھی کوئی کارِ ثواب ہے، حالاں کہ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں، لہٰذا یہ جاہلوں کا فعل ہے اس سے ہمارا مسلک پاک ہے۔ ہاں جن مزارات اولیا پر لوگ برابر آتے جاتے رہتے ہیں، وہاں موم بتی یا کوئی چراغ جلا سکتے ہیں یوں ہی خوشبو کا بھی اہتمام کر سکتے ہیں تاکہ واردین، صادر کی خوشی کا باعث ہو، کہ "مسلمان کے دل میں خوشی پیدا کرنا بھی صدقہ اور ثواب ہے"۔ اور اس صورت میں روشنی و خوشبو کی وجہ سے آنے والوں کو وحشت بھی نہ ہوگی، بلکہ انھیں اُنس حاصل ہوگا۔ اور اگر مزار اولیاء اللہ میں کسی کا ہے تو اس کی عظمت و شان ظاہر کرنے کے لیے بھی روشنی کر سکتے ہیں تاکہ عوام کے قلوب میں ان کی عظمت بیٹھے اور لوگ فیوض و برکات حاصل کر سکیں۔

اور جہاں آنے جانے والے لوگ ہوں، وہاں بھی اعتدال کے ساتھ ہی اگربتی وغیرہ جلانا چاہیے، کہیں کہیں مزارات پر اس قدر دھونی ہوتی ہے کہ وہاں ٹھہرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے، لہٰذا یہ ضرور اسراف ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانا بھی، جو اولیا کے مزارات پر آتا ہے اس کو وحشت میں ڈال کر بھگانا کون سا ثواب کا کام ہے۔ لہٰذا ایسی حرکتوں سے بھی بچنا ضروری ہے اور اسراف تو کھلا ناجائز ہے۔

(۴) طواف و سجدۂ مزار: مزارات اولیا پر جا کر سجدہ کرنا سراسر حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو یقیناً کفر بھی جس سے بچنا لازم ہے اور مزار کا طواف بھی جائز نہیں، ہاں اس کو کفر و شرک نہیں کہنا چاہیے کہ شرعاً اس کی کوئی دلیل نہیں، اور بے دلیل کسی فعل کو کفر یا شرک کہنا خود گناہ ہے، البتہ ایسا کرنا منع ضرور ہے۔

(۵)- باجا کے ساتھ جلوسِ چادر:

مزاراتِ اولیاء اللہ پر چادر پوشی سے پہلے ساؤنڈ اور بینڈ کے

ساتھ چادر کا گشت اور اس میں عام لوگوں کی بھیڑ اور تماشا بیں عورتوں کی کثرت (بلکہ شرکت) بھی ایک قابل اِصلاح رسم ہے، مزاراتِ اولیا پر چادر ڈالنا ایک امر مباح ہے اور اگر تعظیم صاحبِ قبر کی غرض سے ہو تو مستحب ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم قرآن پاک میں آیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ناجائز امور کی شمولیت یقیناً منع ہے، جیسے باجے گاجے کا ہونا اور عورتوں کی شرکت، یوں ہی ایک اور قباحت چادر کے جلوس میں یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ نمازِ ظہر کی اذان یا جماعت ہو رہی ہو اور چادر کا جلوس پورے شور کے ساتھ گشت کرتا رہتا ہے، یوں ہی عصر و مغرب کے وقت بھی، یہ سب سے بڑی قباحت ہے جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، چادر کا جلوس فرض، واجب، سنت نہیں جب کہ نماز فرض اور اذان کا احترام واجب ہے۔ یوں ہی چادر کے جلوس کا اہتمام تو خوب ہوتا ہے لیکن نمازیں عین اسی جلوس کے وقت ترک کر دی جاتی ہیں۔ آخر اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت کی یہ کون سی قسم ہے؟ جلوس ممنوعات سے پاک ہو اور اس کے دوران کوئی نماز ترک نہ ہونے پائے تو ضرور جائز و مباح ہے۔

(۶) جلوس میں عورتوں کی شرکت:

بے پردہ عورتوں کو تو بغیر ضرورت گھر سے نکلنا ہی جائز نہیں، چہ جائے کہ مردوں کے ساتھ ان کا اختلاط اور باجے گاجے تماشوں کی نمائش میں شرکت، جس کی شریعت میں قطعاً گنجائش نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

المرأة عورةٌ إذَا خَرَجَتِ استَشْرَ فَها الشيطانُ.

عورت پردے کی چیز ہے، جب وہ (بے پردہ) نکلتی ہے شیطان اس کو جھانکتا ہے ...... (ترمذی شریف: ۱/۱۴۰، مجلس برکات اشرفیہ، مبارک پور)

دین دار اور اللہ و رسول سے ڈرنے والی عورتوں کے لیے یہی ایک ارشاد کافی ہے، کاش ہماری اسلامی مائیں اور بہنیں اس کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں، پھر اپنے اعمال کا جائزہ لیں، اور غور کریں کہ وہ بلا ضرورت اور بے پردہ باہر نکل کر کس کو خوش کر رہی ہیں، اللہ و رسول کو یا شیطان لعین کو، اللہ تعالیٰ اسلامی خواتین کو دین سمجھنے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ الصلاۃ والتسلیم۔

(۷)-کونڈے کی فاتحہ:

کونڈے کی فاتحہ میں غیر ضروری امور کا اہتمام اور ان پر اصرار؟ کونڈے کی فاتحہ میں جو غیر ضروری پابندیاں کچھ جاہلوں نے لگا رکھی ہیں وہ بالکل غیر شرعی ہیں، کونڈے کی فاتحہ دیگر فاتحہ کی طرح ہے۔ جہاں پکے وہیں کھایا جائے اور نئی ہانڈی، نیا چولھا، وغیرہ لوازم کا شریعت میں کہیں ذکر نہیں، ہاں فاتحہ کے سامان کے لیے جس قدر عمدگی اور پاکیزگی کا اہتمام ہو سکے، اچھا ہے۔

(۸)- یہ رات بھر کے جلسے:

عام حالات میں رات کے اخیر حصے تک محفل و جلسہ کا انتظام؟ ایک اہم سوال؟

رات کے اخیر حصے تک جلسوں اور محافل کا انعقاد بالعموم نمازوں کے قضا ہونے کا سبب بن جاتا ہے، جب کہ دینی جلسہ وعظ اور محفل خیر کے بعد آدمی کو اور زیادہ اہتمام اور پابندی سے نمازوں کی ادائیگی کرنی چاہیے، اس لیے نصف شب کے بعد ان محافل کو جاری رکھنا ہرگز مناسب نہیں، سوائے ان صورتوں کے کہ اختتام جلسہ پر سب سامعین کو روک کر ان کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کیا جائے اور وضو وغیرہ کا پورا انتظام بھی رکھا جائے۔ یہ ایک ایسی قباحت اور نقصان ہے جس پر تمام دین دار علما و مشائخ کا اتفاق ہے، لیکن دنیا دار اور نمائشی منتظمین جلسہ اور دنیا دار مقررین و شعرا اپنی اپنی واہ واہی کے لیے ایسا کرتے ہیں، اس پر بھی ضرور کنٹرول ہونا چاہیے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جلسے عشا کے بعد فوراً شروع کیے جائیں، تلاوت قرآن مختصر ہو، دو ایک نعت کے بعد تقریر شروع کرا دی جائے۔ ہر تقریر کے بعد صرف ایک نعت کا وقفہ ہو تو کم وقت میں زیادہ کام کی باتیں ہو جائیں گی، اور جلسہ بھی جلد ختم ہو جائے گا۔

تجاویز:

اب ان مفاسد کی اصلاح کے لیے چند تجاویز بھی پیش ہیں، اگر ان پر عمل کیا گیا تو امید ہے کہ معاشرے کی بہت کچھ اصلاح ہو سکے گی۔

(۱) علما و مقررین چھوٹے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں معاشرے میں پھیلی ہوئی غلط رسموں کے خلاف بار بار آواز اٹھائیں اور انداز بیان تلخ نہ ہو بلکہ نرم، اصلاحی اور داعیانہ ہو۔

(۲) ائمۂ مساجد جمعہ کی تقریروں میں اگر معاشرے کی خرابیوں پر روشنی ڈالیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں تو اس سے بھی بہتر نتائج برآمد ہونے کی امید ہے۔

(۳) عشرۂ محرم میں روزانہ یعنی دس روزہ بیانات کا اہتمام کیا جائے تو فضائل و مناقب اور واقعاتِ صحابہ و اہلِ بیت کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ پر بھی توجہ دی جاسکتی ہے۔ دس روزہ اجلاس کرانے میں دشواری ہوتو کم از کم دسویں محرم کو ضرور جلسۂ ذکر شہادت منعقد کیا جائے اور یہ جلسہ روزانہ صرف دو گھنٹے تک جاری رہے، مثلاً بعد نمازِ عشاء ۸ر بجے تا ۱۰ر بجے۔

(۴) ایسا لٹریچر (کتابچے) جو اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر ہوں ان کو اردو کے ساتھ ہندی، انگریزی اور دوسری علاقائی زبانوں میں بکثرت شائع کرکے گھر گھر پھیلا یا جائے۔

(۵) تعزیہ اور اکھاڑے کے جو ذمہ دار حضرات ہیں ان سے براہِ راست مل کر ان کو سمجھایا جائے کہ یہ خرافاتی کام ناجائز ہیں، ان کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے، ان غلط کاموں سے قوم مسلم بدنام ہوتی ہے، اور دوسری قومیں ہماری ان ناجائز حرکتوں پر ہنستی ہیں، جس کی وجہ سے ہمارا وقار مجروح ہوتا ہے۔

(۶) لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی بٹھائی جائے کہ جو کام شرعاً ناجائز ہے اس میں پیسہ صرف کرنا بھی اسراف ہے اور اسراف ناجائز ہے اور قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ. (اسرا: ۱۷/۲۷)

بے شک فضول اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

کہ انھیں کے راستے پر چلتے اور ان کی ہی پیروی کرتے ہیں۔

(۷) امام حسین اور دیگر اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زندگی کے پاکیزہ واقعات اور قابل عبرت پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے اور یہ بات بھی ذہن نشین کرائی جائے کہ حضرت امام عالی مقام کے کردار کا سب سے اہم پہلو حق کے لیے مر مٹنے کا جذبہ بیدار کرنا ہے اور ہم ان کے ماننے والے بن کر ناحق کام سے امام عالی مقام کو بھلا کیسے خوش کر سکتے ہیں، کیوں کہ جن کاموں سے اللہ کا رسول اور اللہ تعالیٰ خود بھی ناراض ہو بھلا اس کام سے امام حسین اور شہدائے کربلا کیسے خوش ہوسکتے ہیں، اگر صحیح طریقے سے تفہیم و وعظ کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو محرم الحرام کے تعلق سے ہونے والی برائیاں بہت جلد دور ہوسکتی ہیں۔

(۸) خاص طور سے وہ حضرات جو خانقاہوں میں بیٹھے رشد و ہدایت کا کام انجام دیتے ہیں، انھیں بھی اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے، اگر خانقاہ کے بے دار مغز اور اصلاح پسند حضرات دیگر کارہائے خدمت خلق کے ساتھ اس رخ پر بھی توجہ دیں تو ان کے اثرات سے بھی بڑے فوائد کی توقع ہے۔ خانقاہی حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ مراسم کی ادائیگی میں بھر پور توجہ دیتے ہیں، مگر نماز جیسی اہم عبادت سے پوری غفلت برتتے ہیں، جب کہ بزرگان دین کو عروج و ترقی اور محبوبیت نماز اور دیگر عبادات ہی کے ذریعہ ملا کرتی ہے۔

علمائے اہل سنت کی اصلاحی کتابیں: اب ذیل میں ان چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں مروج تعزیہ داری، مزارات اولیا اور فاتحہ وغیرہ سے متعلق غلط تصورات اور ناجائز اعمال کا رد موجود ہے اور یہ کتابیں عرصے سے چھپ بھی رہی ہیں اور کہیں کہیں ان کے بڑے بہتر نتائج بھی سامنے آئے ہیں البتہ ضدی اور ہٹ دھرم افراد تو کسی کی نہیں مانتے، انھیں نہ شریعت سے مطلب ہے اور نہ علما و مصلحین کی نصیحت سے کوئی غرض۔ وہ تو نفس کے بندے ہوتے ہیں ان کے لیے بس ہدایت کی دعا ہی کی جاسکتی ہے، ضرورت ہے کہ ان کتابوں کو حاصل کرکے یا چھپوا کر گھر گھر پہنچایا جائے، وہ کتابیں یہ ہیں:

(۱) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف (شریعت و طریقت) از: سراج العارفین سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴ ۱۳ھ/ ۱۹۰۶ء) مطبوعہ الجامعۃ الرضویہ، مغل پور، پٹنہ سٹی، مکتبہ جام نور، جامع مسجد، دہلی، المجمع المصباحی، مبارک پور

تصانیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ:

(۲) رسالہ تعزیہ داری — المجمع الاسلامی، مبارک پور

(۳) عورتوں کی مزارات پر حاضری — // //

(۴) دعوتِ میت — // //

(۵) رسوم شادی (ہادی الناس فی رسوم الاعراس) — //

(۶) حرمت سجدۂ تعظیمی (الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ)، رضا اکیڈمی، ممبئی

(۷) عرفانِ شریعت، مکتبہ جام نور، دہلی

(۸) احکام شریعت، قادری دار الاشاعت، نو محلہ، بریلی/ اسلامک پبلشر دہلی

(۹) فتاویٰ افریقہ، فاروقیہ بک ڈپو، جامع مسجد دہلی

(۱۰) اسلامی پردہ (مروج النجا لخروج النسا) رضا اکیڈمی، ممبئی

(۱۱) فتاویٰ رضویہ (۱۲ جلدیں) سنی دار الاشاعت، مبارک پور، رضا اکیڈمی ممبئی

(۱۲) اسلامی زندگی، حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی، مکتبہ جامِ نور دہلی وغیرہ

(۱۳) بہارِ شریعت ۱۶؍حصہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، قادری کتاب گھر، نومحلہ، بریلی

(۱۴) سنی بہشتی زیور، مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، مارہروی، رضوی کتاب گھر، دہلی وغیرہ

(۱۵) جنتی زیور، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، اعظمی بک ڈپو، گھوسی، مئو

(۱۶) سامانِ آخرت ″ ″ ″ ″

(۱۷) موسمِ رحمت ″ ″ ″ ″

(۱۸) فتاویٰ فقیہ ملت، فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، کتب خانہ امجدیہ، دہلی

(۱۹) فتاویٰ فیض الرسول، فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، کتب خانہ امجدیہ، دہلی

(۲۰) امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات، مولانا یٰسین اختر مصباحی، المجمع الاسلامی، مبارک پور، وغیرہ

(۲۱) فاضل بریلوی اور امورِ بدعت، پروفیسر سید فاروق القادری، مطبوعہ دار العلوم محبوب سبحانی ممبئی

(۲۲) اصلاحِ رسوم، مولانا عبد الغفار مصباحی، المجمع الاسلامی

(۲۳) محرم اور تعزیہ داری، مولانا تطہیر احمد رضوی، دھونرہ، بریلی شریف

(۲۴) مراسمِ محرم اور ان کے شرعی احکام، مولانا عبد المبین نعمانی

(۲۵) ارشاداتِ اعلیٰ حضرت، مولانا عبد المبین نعمانی، المجمع الاسلامی، مبارک پور

(۲۶) خطباتِ محرم، مفتی جلال الدین احمد امجدی، کتب خانہ امجدیہ دہلی

یہ علماے اہلِ سنت و جماعت کی وہ کتابیں اور رسائل ہیں جو بروقت نظر میں آئے اور مارکیٹ میں دستیاب بھی ہیں، جو رسائل اور کتابیں بروقت میرے علم میں نہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ یوں ہی وہ کتابیں بھی اس فہرست سے خارج ہیں جو ماضی میں علماے اہلِ سنت نے لکھیں اور شائع کیں لیکن اس وقت مارکیٹ میں دستیاب نہیں۔ ان کی تعداد بھی بہت ہے، غرض کہ علماے اہلِ سنت، اکابر و قائدینِ ملت اور مشائخ طریقت سب نے منکرات و بدعات کی تردید میں ہمیشہ سے کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں، ہدایت کی توفیق تو اللہ رب العزت کے ہاتھ ہے، ہمارا کام تو بس وما علینا الا البلاغ کی حد تک ہے اس سے آگے کی ہماری بساط نہ قوت، اس لیے علماے اہلِ سنت پر الزام سراسر حماقت ہے۔

مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ دیگر معاشرے کی خرابیوں کے تعلق سے بھی ہمارے علما نے کتابیں تحریر فرمائی ہیں، ان کی بھی ایک مختصر فہرست ملاحظہ کریں۔

(۲۷) جہیز اور ہمارا معاشرہ، از: مولانا اختر حسین فیضی

(۲۸) طلاق اور ہمارا معاشرہ، از: مولانا اختر حسین فیضی

(۲۹) اصلاح العوام، مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی، مفتی مالوہ

(۳۰) غلط فہمیاں اور ان کا علاج، مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

(۳۱) عورت اور ہمارا معاشرہ، مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

(۳۲) معاشرے کی خرابیاں، اسباب اور علاج، مولانا عبد المالک مصباحی

(۳۳) اصلاحِ معاشرہ، مولانا محمد عبد المبین نعمانی

(۳۴) مہر اور جہیز، مولانا شہاب الدین مصباحی، مہراج گنجی

(۳۵) رشوت کی تباہ کاریاں، مولانا محمد حسین مصباحی مدھوبنی

(۳۶) اصلاحِ فکر و اعتقاد، مولانا علوی مالکی/ ترجمہ مولانا یٰسین اختر مصباحی

(۳۷) اسلام میں کیا صحیح، کیا غلط، المجمع المصباحی، مبارک پور

(۳۸) فیشن اور ہمارا معاشرہ، مفتی احمد یار خاں نعیمی/ محمد عبد المبین نعمانی

(۳۹) معاشرے کی چند خرابیاں، مولانا محمد عبد المبین نعمانی

(۴۰) شراب اور اس کے نقصانات، مولانا محمد عبد المبین نعمانی

(۴۱) لاٹری کی تباہ کاریاں، مولانا محمد عبد المبین نعمانی

آج اس کی بڑی ضرورت ہے کہ ان کتابوں کو گھر گھر پہنچایا جائے، جو لوگ اردو سے ناواقف ہیں، ان کے لیے ہندی میں کتابیں فراہم کی جائیں، یوں ہی دیگر علاقائی زبانوں میں بھی ان کتابوں کو منتقل کیا جائے۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ان میں بہت سی کتابیں اب ہندی، انگریزی، گجراتی میں منتقل ہوگئی ہیں۔ زیادہ تر باقی ہیں، کام باہمی تعاون اور تسلسل کے ساتھ ہو تو بہت جلد انقلاب آسکتا ہے۔ ایک دو کانفرنسوں اور وقتی سیمیناروں سے زیادہ فائدے کی امید نہیں رکھنی چاہیے، ہاں عمل ہو تو کچھ بات بنے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

یہ مضمون ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور (جون 2012) سے لیا گیا ہے